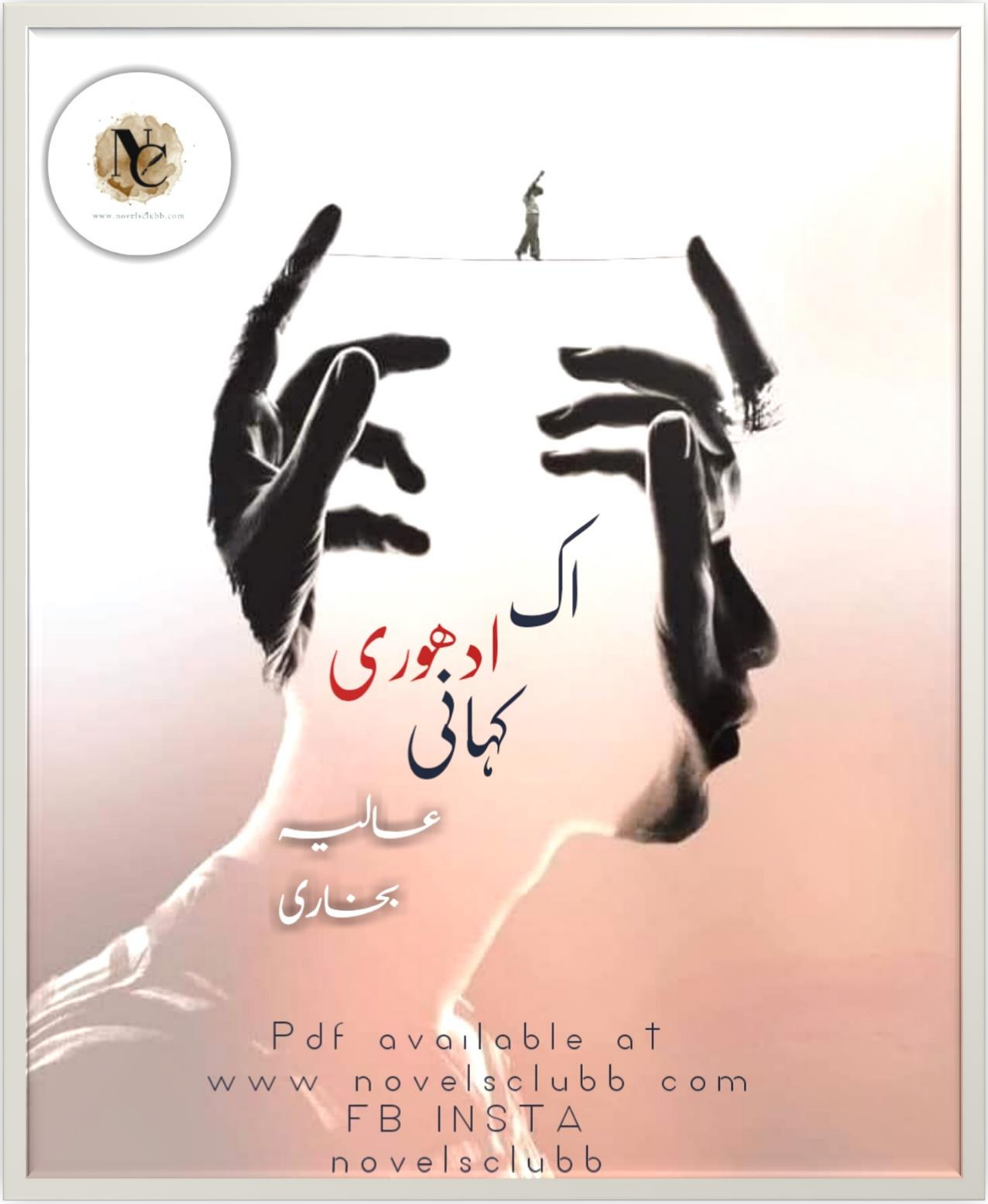

اک
ادھوری
کہانی
عالیہ
بخاری
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

# السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

# اک ادھوری کہانی

از

عالیہ بخاری

www.novelsclubb.com

# اک ادھوری کہانی

عالیہ بخاری

"وہ بس بھابھی جان! بالکل اچانک ہی جانا پڑ گیا۔ سلمان کہہ رہے تھے کہ آپ سے بہت معذرت کر لوں۔"

چہرے پر بے زاری کے سارے اثرات کے باوجود فون کا ریسیور تھامے نبیلہ بڑی شائستگی سے معذرت کر رہی تھی۔

"نہیں نہیں۔ فرم کے کام سے ہی جانا پڑا ہے۔"

اس نے مخاطب کے کسی خیال کی تردید کی۔ فون پر دوسری جانب موجود ہستی یقیناً" بہت تفصیل سے بات کرنے کی عادی تھی جو اگلے چند منٹ اسے می تی کی گردان تک ہی محدود کیے ہوئے تھی۔

"آپ اپنا پروگرام خراب مت کریں ہم اور بچے تو آئیں گے اگلی دفعہ انشاءاللہ سلمان بھی موجود ہوں گے۔"

موقع ملنے پر اس نے لہجے میں مٹھاس بھر کر ٹکڑا لگایا۔ نبیلہ جتنی جلدی بات ختم کرنا چاہ رہی تھی اتنی ہی ناکامی ہو رہی تھی۔ اپنی تمام تر تسلی کر لینے کے بعد جب دوسری طرف سے فون رکھا گیا۔ تب ہی اس کی خلاصی ممکن ہو سکی۔

ریسیور رکھتے ہی اس نے جھنجلاہٹ بھرے انداز میں گود میں رکھا کشن اچھال دیا۔

"اونہہ کس قدر شرمندہ کروا کر رکھ دیتا ہے یہ شخص سب کے سامنے۔" نبیلہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنا غصہ کس پر اتارے "میری بات تو کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتی۔"

اپنی بے بسی پر اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

یہ آج پہلی بار نہیں ہوا تھا۔ شادی کے پانچ سالوں میں اسے بارہا یہ تجربہ ہوا تھا کہ سلمان کے نزدیک اس کی کسی بات یا کسی پروگرام کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ اس خیال کی شدت میں اضافہ اس وقت ہو جاتا جب وہ اپنی جٹھانی اور دیورانی کے ارشادات پر ان کے شوہر حضرات کو ہمہ وقت امین شن پاتی۔ اپنے خونی رشتوں کے ساتھ سلمان کا رویہ یکسر مختلف ہوتا۔ دونوں بچوں چار سالہ عفان اور دو سالہ لبنیٰ پر وہ جان چھڑکنے والا باپ تھا اپنے دونوں بھائیوں اور والدین کی کسی بات کو اس نے آج تک نہیں ٹالا تھا۔ خاص طور پر اپنی امی سے تو اسے والہانہ محبت تھی' ان کے آگے وہ کسی کو بھی اہمیت دینے کو تیار نہیں تھا۔

"اگر مجھے خوش دیکھنا چاہتی ہو تو امی کی خوشنودی حاصل کرو۔"

شادی کے ابتدائی دنوں میں تو سلمان کے منہ سے یہ جملہ سن کر اس نے تابعداری سے سر ہلا دیا تھا بلکہ دل میں عملدرآمد کا پکا ارادہ بھی کر لیا تھا مگر گزرتے مہینوں میں جب موقعہ بے موقعہ تھوڑے سے الٹ پھیر کے ساتھ یہی الفاظ بار بار کان میں پڑنے لگے تو وہ کچھ چڑنے سی لگی۔

سلمان کی امی کی خوشنودی حاصل کرنا اس کے لیے بڑی ٹیڑھی کھیر ثابت ہوا۔ وہ بڑی اصول پسند اور کاملیت پسند خاتون تھیں۔ گھریلو امور کی انجام دہی میں وہ بہت پرفیکٹ تھیں اور اب یہی پرفیکشنسی وہ نبیلہ سے چاہتی تھیں کام میں وہ بھی سست نہیں تھی' مگر اپنی ساس کے "معیار" پر پورا اترنا اس کے بس

116

سے باہر ہو رہا تھا۔

"آخر یہاں سیدھے سادے طریقے سے کام کیوں نہیں ہوتا۔"

وہ تنہائی میں سلمان سے الجھتی۔ روز مرہ کا کھانا پکانا تک کڑا امتحان ہے۔ عام سی چیز بھی اتنے لمبے پروسیجر سے گزر کر تیار ہوتی ہے کہ آدھا دن نکل جاتا ہے۔"

سلمان کے نزدیک ظاہر ہے کہ اس کی شکایت میں ذرا وزن نہیں ہوتا۔ آخر کو اس کی امی بھی تو اتنے برسوں سے سب کچھ اکیلی ہی کرتی آرہی تھیں۔ نبیلہ کو اپنی جٹھانی پر بڑا رشک آتا جو شادی کے کچھ ماہ بعد ہی اپنے میاں کو لے کر الگ ہو گئی تھیں۔ کسی کسی ویک اینڈ پر دونوں میاں بیوی بچوں سمیت آجاتے اور چند گھنٹے مہمانوں کی طرح گزار کر واپس چلے جاتے۔

سلمان کو بڑے بھائی کے اس رویے کا بہت قلق تھا۔ "کبھی سوچنا بھی نہیں کہ میں بھائی جان کی طرح الگ ہو جاؤں گا' جہاں امی ہیں وہیں ہم رہیں گے۔"

اپنی تمام تر جھنجلاہٹ کے باوجود وہ سلمان کے ارادے کی پختگی کے آگے مجبور تھی۔

سلمان جس فرم میں جاب کرتا تھا' ڈیڑھ سال قبل انہوں نے اس کا ایک آفس حیدر آباد کے سائیٹ ایریا میں کھولا تو سلمان کو مجبوراً "ٹرانسفر" ہونا پڑا۔ اس قدر حوصلہ شکن حالات میں نبیلہ کے لیے یہ بڑی غیر متوقع خوشی تھی' مگر عقلمندی کا تقاضا تھا کہ خوشی کا اظہار نہ کیا جائے سو اس نے بھی خود پر قابو رکھا اور جب سلمان کی ٹرانسفر واپس کراچی کرا لینے کی ہر کوشش ناکام ہو گئی تو پھر اس نے اپنا سامان باندھ کر حیدر آباد شفٹ ہونے میں دیر نہیں کی۔

سلمان کی سر توڑ کوشش کے باوجود امی اپنا گھر چھوڑنے پر راضی نہیں ہوئیں۔ چھ ماہ پہلے وہ اپنے تیسرے اور آخری بیٹے کی شادی کر کے ایک اور سو گھر لا چکی تھیں۔

"کراچی چھوڑنے کا رنج تو نبیلہ کو بھی تھا کہ اس کا تقریباً" سارا میکہ وہیں آباد تھا' مگر اپنے گھر میں خود مختار ہونے کا خیال اتنا پُرکشش تھا کہ دوسرا کوئی خیال اس پر حاوی نہیں ہو سکا۔ اب پچھلے ایک سال سے وہ بڑی حد تک خوش و خرم اور بے فکری کی زندگی گزار رہی تھی' صرف ایک بات اس کو بار بار ڈسٹرب کرتی تھی اور وہ تھا سلمان کی امی کا سلمان کو بار بار کراچی بلانا' وہ اسے بار بار بلا بھیجتیں اور وہ فوراً" روانہ ہو جاتا۔ بعض اوقات تو یہ بھی ہوتا کہ چھٹی نہ ہونے کی وجہ سے آفس کا کام کر کے نکلنا اور اگلی صبح فجر کے وقت کراچی سے واپس آکر سیدھا آفس اتر جاتا۔

گو نبیلہ اس حد تک تنگ نظری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہتی تھی کہ اس کے وہاں جانے پر معترض ہو' مگر جب وہ گھر کے کسی اہم کام کو نظر انداز کر کے روانہ ہو جاتا تو اسے بہت برا لگتا تھا۔ اب کل بھی یہی ہوا تھا۔ رات گئے سلمان کی امی کا فون آیا تھا۔ اس دفعہ خلاف معمول سلمان کو کراچی کا چکر لگائے بارہ چودہ دن گزر گئے تھے۔ ان کا اتنا کہنا ہی کافی تھا کہ وہ اسے بہت یاد کر رہی ہیں۔ سلمان آج صبح ہی آفس میں چھٹی کی درخواست دیتا ہوا کراچی نکل گیا تھا۔

"آج ہی جانا ضروری تو نہیں ہے۔ دو دن بعد چھٹی آرہی ہے پھر سب ساتھ ہی چلے چلیں گے۔"

نبیلہ نے صبح اسے پہلی بار روکنا چاہا۔ وجہ صرف اتنی تھی کہ اس کے سگے چچا زاد بھائی جو عرصے سے حیدر آباد میں ہی مقیم تھے۔ آج اپنے اکلوتے بیٹے کی سالگرہ کر رہے تھے۔ بہت اصرار سے وہ اسے اور سلمان کو انوائیٹ کر کے گئے تھے۔ اس شہر میں اپنے میکے کا اکلوتا گھر نبیلہ کے لیے بہت اہم تھا' جبکہ سلمان اسے چھوٹے موٹے فنکشن سے زیادہ اہمیت نہیں دے رہا تھا۔

"ارے یار! سالگرہ تو بچوں کا فنکشن ہوتا ہے تم دونوں بچوں کو لے جانا بہت خوش ہوں گے۔"

اس کے لاپروا انداز پر نبیلہ صبح سے جلی بیٹھی تھی' اوپر سے اس کے چچا زاد بھائی کی بیگم جنہیں آج شام کی میزبانی کا شرف حاصل ہو رہا تھا' فون پر سلمان کے نہ آنے کا سن کر خاصا برا مانے بیٹھی تھیں۔

"کیا تھا جو آج رک جاتے' مگر وہاں تو امی کا فرمان



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ٹالنا ناممکن ہے میری تو اوقات ہی کیا ہے۔"

وہ بڑبڑاتی ہوئی کچن میں آگئی۔ عفان اسکول سے آتے ہی کھانا کھاتا تھا۔ دل نہ چاہتے ہوئے بھی اسے مصروف ہونا پڑا۔

چاول دم پر رکھ کر وہ کچن سے نکل ہی رہی تھی کہ ڈور بیل کی آواز تھوڑا سا چونکا گئی۔ عفان کے آنے میں ابھی تقریباً پون گھنٹہ باقی تھا۔

"کون ہو سکتا ہے۔"

وہ دل میں قیاس آرائی کرتی گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ اس شہر میں اس کے ملنے والے محدود تعداد میں تھے۔

"جی فرمایئے۔"

کریم کلر کی چادر میں خود کو لپیٹے وہ اجنبی لڑکی اتنی پرکشش تھی کہ نبیلہ مرعوب ہوئے بغیر نہیں رہ سکی۔

"باجی! مجھے ایک بہت ضروری لوکل کال کرنی ہے اگر آپ مہربانی کریں تو....."

ملتجیانہ انداز میں اپنی بات ادھوری چھوڑ کر وہ نبیلہ کی طرف دیکھنے لگی۔

آئے دن سنی جانے والی دھوکہ دہی کی وارداتیں نبیلہ کو یاد آکر رہ گئیں۔ کسی انجان ہستی پر اتنی جلدی بھروسہ کرنا عقلمندی نہیں تھی۔

"کیا خبر چادر میں کوئی ہتھیار چھپا رکھا ہو۔"

دماغ میں ابھرنے والا خیال بڑا بے ساختہ تھا۔

"پلیز مجھے غلط نہیں سمجھیں۔" اسے کشمکش میں پا کر اس نے وضاحت کرنی چاہی۔

"میں بہت سخت پریشانی میں ہوں۔ وہ سامنے لال اینٹوں والا گھر ہمارا ہے' وہ نیم سے آگے والا۔"

اس کے اشارے پر نبیلہ کی نگاہوں نے تعاقب کیا تو سڑک پر مکانوں کے درمیان ایک نیم پختہ مکان واقعی نظر آرہا تھا۔

لڑکی نگاہوں میں آس کی کیفیت لیے اسے تکے جا رہی تھی۔

"آجاؤ۔"

نبیلہ نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے اسے اندر آنے کی دعوت دی تو وہ کھل اٹھی۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ۔ پی سی او یہاں سے بہت دور ہے مگر میں پہلے وہیں گئی تھی پر بات ہی نہیں ہو سکی' اتنے لڑکے جمع تھے وہاں' میری ہمت ہی نہیں ہوئی۔"

اس کا بولنے کا انداز بڑا معصومانہ تھا۔ نبیلہ کو اب وہ خاصی بے ضرر سی لگ رہی تھی' ویسے بھی اوپر رہنے والے مالک مکان کے والد کو مالی کے ساتھ بیرونی لان کی طرف جاتے دیکھ کر اکیلے پن کا خوف جاتا رہا تھا۔ وہ بڑے مطمئن انداز میں اسے لاؤنج میں لے آئی تھی۔ ٹیلیفون کی طرف اشارا کر کے نبیلہ ڈائننگ ٹیبل کی طرف چلی آئی۔ موسم کی تمازت کا خیال کرتے ہوئے اس نے دو گلاسوں میں شربت انڈیلا وہ لڑکی اب بات کرنے میں مصروف تھی' مطلوبہ نمبر شاید بہت آسانی سے مل گیا تھا۔

وہ جس زاویہ سے بیٹھی تھی۔ نبیلہ کو اس کا سائیڈ پوز نظر آرہا تھا۔ ناک کی باریک سی لونگ اسے بہت خوب صورت تاثر دے رہی تھی ہاس کی شخصیت میں خوب صورتی اور معصومیت کا بڑا انوکھا امتزاج تھا' جو کسی بھی منفی سوچ کو ابھرنے نہیں دے رہا تھا۔ یوں بھی اچھی شکل خود سب سے بڑی سفارش ہوتی ہے'

عام طور پر نبیلہ کے دل میں بھی اس کے لیے نرم گوشہ پیدا ہونے میں دیر نہیں لگی۔

پتہ نہیں بے چاری لڑکی کس پریشانی میں ہے۔

وہ گلاس لیے اس کے نزدیک چلی آئی اس نے بات ابھی ختم نہیں کی تھی' اس لیے نبیلہ نے اسے شربت کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ گلاس ٹیبل پر رکھ کر وہ خود بھی سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

آج کے اخبار کو اپنے سامنے پھیلائے ہوئے نبیلہ کو ایک عجیب سا احساس ہوا۔ وہ لڑکی غیر معمولی حد تک نیچی آواز میں بات کر رہی تھی کسی کی نجی گفتگو سننا غیر اخلاقی حرکت سہی مگر نبیلہ باوجود کوشش کے ایک لفظ بھی نہیں سمجھ پائی۔ اس لڑکی کا چہرہ اب رنگین ہوا جا رہا تھا۔ پہلے والی پژمردگی کے آثار تک



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نہیں تھے اس عالم میں وہ اور زیادہ خوب صورت دکھائی دے رہی تھی۔

"آخر کس سے اتنی لمبی بات کر رہی ہے؟" نبیلہ کو تشویش ہوئی۔ اسے بھی شاید کچھ احساس ہو چلا تھا' اس لیے بات ختم کر کے سیدھی ہو بیٹھی۔

"یہ تکلیف کیوں کی آپ نے' ویسے ہی آپ کا بہت احسان ہے۔"

نبیلہ کے شربت دینے پر اس نے بڑی عاجزی سے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔" نبیلہ مسکرائی "آپ کی پریشانی کچھ کم ہوئی؟" ایک تجسس سا ہو رہا تھا جسے وہ دبا نہیں سکی۔

"پریشانی؟" وہ کچھ بوکھلائی پھر سنبھلتے ہوئے بولی' "ابھی کہاں پریشانیاں دور ہو سکتی ہیں' ابھی تو۔۔۔"

اپنی بات ادھوری چھوڑ کر وہ خاموش ہو گئی۔ اس کے چہرے کے تاثرات اس کے الفاظ کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔ نبیلہ کی تسلی نہیں ہوئی۔

"کس سے بات کرنی تھی کوئی دوست تھی؟"

بظاہر لاپروا انداز میں اس نے اگلوانی شروع کی۔ لڑکی کی کمزور مالی حیثیت سے آگہی کے بعد نبیلہ کو اس کی ذاتیات میں دخل دینے میں کوئی عار محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ کافی دیر سے ویسے بھی بوریت کا شکار تھی۔

ایک لمحہ کو اس کی نظریں جھکیں پھر گلاس میں سے گھونٹ بھر کر دھیرے سے بولی۔

"میرے شوہر تھے باجی! ان سے ہی بات کرنی تھی۔" اس کے چہرے پر پھیلی معصومیت اتنی واضح تھی کہ نبیلہ کو اپنے ذہن میں ابھرتے منفی خیالات پر شرمندگی ہونے لگی۔

"شوہر؟" نبیلہ کو واقعی حیرت ہوئی۔ وہ کہیں سے بھی شادی شدہ نہیں لگ رہی تھی۔

"اتنی جلدی تمہاری شادی بھی ہو گئی۔"

"میرا تو ایک بیٹا بھی ہے ڈھائی سال کا۔" وہ مسکرائی۔

"تمہارے شوہر کہیں اور رہتے ہیں' میرا مطلب ہے۔۔۔"

"ہمارا گھر تو سکھر میں ہے۔" اس نے تیزی سے نبیلہ کی بات کاٹی۔ "یہاں حیدر آباد میں میرے جیٹھ ہوتے ہیں۔ میرے شوہر ان کے گھر آئے ہوئے ہیں۔"

"اور یہ سامنے والا گھر تمہاری امی کا ہو گا۔"

نبیلہ کے درست اندازے پر اس نے سر ہلا دیا۔

"پھر اب تم بھی چلی جاؤ گی اپنے میاں کے ساتھ؟"

نبیلہ کو اس کی سیدھی سادی کہانی میں اب تک کوئی پیچ و خم نظر نہیں آیا تھا۔

"مجھے لے جانے نہیں آئے ہیں باجی!" وہ پھر سے اداس دکھائی دینے لگی۔ "مجھے تو ان لوگوں نے ڈیڑھ مہینے سے ماں باپ کے گھر بٹھا رکھا ہے۔ میری ساس نندیں مجھے بسانا ہی نہیں چاہتی ہیں۔"

"کیوں آخر! انہیں کیا تکلیف ہے۔"

"تکلیف کیا باجی! بس جب انسان کسی سے چڑنے لگتا ہے تو ہر طرح سے اس کا دشمن بن جاتا ہے' وہ لوگ بھی شروع سے میرے خلاف ہو گئیں۔ کبھی کم جہیز کے طعنے' کبھی میرے پھوہڑ پن کا رونا' آپ یقین کریں' فجر کی نماز سے اٹھ کر جو کام میں لگتی تھی' رات گئے تک وہ لوگ ذرا سا آرام کا موقعہ نہیں دیتی تھیں۔"

اس نے اپنی بات پوری کی تو نبیلہ کو واقعی افسوس ہونے لگا۔ اتنی پیاری لڑکی کن ناقدروں کے پلے بندھ گئی تھی۔

"اور تمہارا میاں! وہ کچھ نہیں کہتا اپنی ماں بہنوں کو۔"

"وہ تو پورے پورے اپنی ماں کے کہنے میں ہیں۔ آئے دن تو میرے اوپر ہاتھ اٹھا لیتے ہیں۔ اب دیکھ لیں ڈیڑھ مہینے سے میری کوئی خیر خبر نہیں لی' مجھے کسی سے پتا چلا تھا کہ تین دن سے اپنے بھائی کے گھر آئے بیٹھے ہیں' اسی لیے میں نے خود ہی ڈھیٹ بن کر فون کر لیا' شاید مجھے لے جانے پر راضی ہو جائیں۔"

"پھر کیا جواب دیا۔"

120

کہہ رہے ہیں کل بتاؤں گا۔ باجی میں کل پھر آپ کے پاس سے بات کر لوں۔"

"ہاں ہاں ضرور۔"

نبیلہ کو اس ان دیکھے شخص پر غصہ آ رہا تھا جو ماں بہنوں کی خوشنودی میں بیوی کو اس کا جائز مقام نہیں دے رہا تھا۔ کلاس ختم کرتے ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں چلتی ہوں امی فکر مند ہوں گی۔"

"انہیں معلوم ہے کہ تم اپنے میاں سے بات کرنے گئی ہو۔" عورتوں کی فطری تجسس رکھنے والی عادت نبیلہ کو خاموش نہیں رکھ سکی۔

"ان سے تو میں ریل اور بلڑم لینے کا بہانہ کر کے نکلی ہوں، دراصل ابا اور بھائی بہت سخت ہیں۔ وہ کہتے ہیں سسرال والے خود لینے آئیں تو بھیجیں گے، کچھ شرطیں ورطیں منوا کر۔" وہ مسکرا کر لمحے بھر کے لیے رکی۔ "مگر باجی! میں اپنے گھر واپس جانا چاہتی ہوں، اس سارے معاملے کو اور خراب نہیں کرنا چاہتی۔"

نبیلہ کو اس کے خیالات جان کر بہت خوشی ہو رہی تھی۔ وہ دونوں چلتی ہوئی لان میں آ چکی تھیں۔ اچانک ہی نبیلہ کو خیال آیا۔

"حد ہو گئی۔ اتنی دیر میں تم نے اپنا نام تو بتایا ہی نہیں۔"

"حسنہ۔" وہ مسکرائی۔

نام واقعی اس کی شخصیت سے مطابقت رکھتا تھا۔ نبیلہ دل ہی دل میں قائل ہو گئی۔ ماں باپ نے نام رکھتے وقت بڑی حقیقت پسندی کا ثبوت دیا تھا۔

اسے رخصت کر کے بھی کچھ دیر تک نبیلہ کو اس کا خیال آتا رہا۔ اتنے ناروا سلوک کا شکار رہنے کے باوجود بھی حسنہ کا صبر اور ایثار اسے بہت متاثر کر گیا تھا۔ اپنے گھر اور شوہر کے لیے اس کی تڑپ نبیلہ سے چھپی نہیں رہ سکی تھی۔

"مشرقی عورت کی عظمت کی اتنی داستانیں یونہی تو مشہور نہیں ہیں۔"

دماغ میں ابھرتے خیالات اسے سوچنے پر مجبور کر رہے تھے۔ پھر نہ جانے کیسے خود بخود ہی ذہن اس کی اپنی ذات کی طرف مڑ گیا۔ ایک اچھی بھلی پرسکون ازدواجی زندگی گزارتے ہوئے بھی وہ خود عام طور پر کس قدر ناخوشی کا شکار رہتی ہے۔ نبیلہ کو شدت سے احساس ہو رہا تھا۔ شوہر اور سسرال والوں کی ذرا ذرا سی باتوں کو لے کر وہ دونوں چڑچڑاہٹ کا مظاہرہ کرتی رہتی۔ گو اس نے کبھی سلمان کی والدہ کے ساتھ زبانی طور پر کوئی گستاخی نہیں کی۔ مگر اس کا اوپرا اوپرا سا انداز ڈھکا چھپا نہیں رہتا تھا۔ نند تو خیر اس کی کوئی تھی ہی نہیں مگر اپنی ساس کو تو وہ خواہ مخواہ ہی اپنی حریف سمجھ بیٹھی تھی۔ نبیلہ کو بہت سی باتیں یاد آنے لگیں۔ جو وہ ان کی ضد میں کیا کرتی تھی۔ اب اسے اپنی ساس اتنی بری نہیں لگ رہی تھیں۔ کیا تھا جو وہ گھر کے کاموں کے سرانجام پانے میں زیادہ سلیقہ کی متقاضی تھیں، اس نسل کی تقریباً تمام ہی بزرگ خواتین کے کام کرنے کے اپنے ڈھنگ اور دستور ہوتے ہیں۔ یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں تھی۔ ورنہ نبیلہ کے گھومنے پھرنے، خرچ کرنے پر وہ کبھی بھی معترض نہیں ہوئی تھیں۔ اسے پہنتے اوڑھتے دیکھ کر ہمیشہ خوش ہوا کرتیں۔

اور سلمان!

جو اس کا ہم سفر تھا۔

زمانے کے سرد گرم سے اسے اور اس کے بچوں کو محفوظ رکھنے کے لیے کس قدر تگ و دو میں مصروف رہتا تھا۔ اپنی بساط کے مطابق زندگی کی ہر آسائش ان کے لیے فراہم کر رکھی تھی۔ اس کی ہی وہ کون سی قدر کر رہی تھی۔ جب تک وہ نبیلہ اور بچوں کے درمیان ہوتا وہ خوش رہتی مگر اپنی امی اور بھائیوں کے لیے اس کی والہانہ محبت کا اظہار نبیلہ کو مسلسل کوفت کا شکار رکھتا تھا۔

اس وقت وہ کچھ اتنی غیر جانبداری سے اپنا تجزیہ کر رہی تھی کہ بہت سی باتوں میں اپنا قصور نہ ہوتے ہوئے بھی اسے اپنی ہی غلطی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ کم عمر اور کم مایہ لڑکی جو یقیناً زیادہ پڑھی لکھی بھی نہیں تھی، نبیلہ کو اپنے مقابلے میں بہت بلند اور

باشعور محسوس ہو رہی تھی۔ جس کے لیے زندگی ہرگز بھی سہل نہیں کہی جاسکتی تھی مگر وہ اسے حوصلہ اور صبر سے برتنا جانتی تھی۔

جب وہ اس کے گھر آئی تھی تو کتنی اداس اور پریشان دکھائی دے رہی تھی مگر فون پر اپنے شوہر سے بات کرتے کرتے میں ہی اس کے سارے تاثرات بدل چکے تھے۔ نبیلہ کی نگاہوں میں اس کا خوبصورت چہرہ گھوم رہا تھا۔ وہ شاید کچھ اور دیر خیالوں میں گم رہتی اگر عینی کی آواز کانوں میں نہ پڑتی۔ وہ اٹھ چکی تھی اور اسے آوازیں دے رہی تھی۔

بچی کو بہلاتے ہوئے اس کی نگاہ وال کلاک پر پڑی، عفان کے اسکول سے آنے کا وقت ہو چلا تھا اور ابھی شام میں ہونے والی تقریب کے لیے اپنے اور بچوں کے لباس کے انتخاب کا مرحلہ بھی درپیش تھا۔ سلمان کے ساتھ نہ ہونے کی کوفت اب تقریباً ختم ہو چکی تھی۔

"خوامخواہ ہی ذرا ذرا سی باتوں پر دل جلاتی ہوں، اللہ معاف کرے، یہ بھی ناشکراپن ہے۔"

دل ہی دل میں توبہ کرتی نبیلہ عینی کو کندھے سے لگائے کمرے سے باہر آ گئی۔

*۔*۔*

شام کی تقریب واقعی پرلطف تھی۔ خاص طور پر بچوں کی دلچسپی کے لیے بہت کچھ تھا۔ مزیدار کھانوں کے علاوہ بہت سے گیمز، پپٹ شو اور میجک شو کا بھی اہتمام تھا۔ بچوں کے ساتھ نبیلہ بھی بہت انجوائے کر رہی تھی۔ وہ شاید اور بھی لطف اٹھاتی اگر سلمٰی بھابھی وقفہ وقفہ سے کوئی نہ کوئی وسوسہ اس کے کان میں نہ انڈیل رہی ہوتیں۔

"اچھی طرح نظر رکھو سلمان پر۔ یہ روز روز کراچی کا چکر یونہی نہیں لگ رہا ہے۔"

معلوم نہیں وہ کب نبیلہ کے برابر پڑی خالی کرسی پر آ بیٹھی تھیں۔ اسٹیج پر مرکوز اس کی ساری دلچسپی کو انہوں نے قطعی نظر انداز کرتے ہوئے نصیحت کرنی ضروری سمجھی۔

"ارے نہیں بھابھی! وہ تو امی کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی، امی بے وہ بار بار یاد کرتی ہیں۔"

نبیلہ نے مسکراتے ہوئے ان کے غلط اندازوں کی ایک بار پھر نفی کرنی چاہی، مگر وہ اتنی جلدی مطمئن ہونے والوں میں سے نہیں تھیں اور نہ ہی اپنے اندازوں کا غلط ثابت ہونا انہیں منظور تھا۔

"شادی کے بعد کوئی مرد یوں بیوی بچوں کو چھوڑ کر اماں کے پاس حاضری لگاتا نہیں پھرتا، اپنے بھائی کو ہی دیکھ لو۔ عید بقر عید پر ہی دو گھڑی کو اماں ابا کے پاس ہو آتے ہیں، اس طرح روز روز دیوانے ہوئے نہیں پھرتے۔ لکھ کر رکھ لو۔ کچھ نہ کچھ بات ہے ضرور۔ اب کیا کہوں، تم تو حد سے زیادہ سیدھی ہو۔"

بات کے اختتام پر ان کا آخری جملہ نبیلہ سمجھ نہیں سکی کہ آیا سلمٰی بھابھی نے اس کی تعریف میں کہا ہے یا طنز فرمایا ہے۔ ہاں، اپنے شوہر کے بارے میں ان کا کہنا سو فیصد حقیقت پر مبنی تھا کہ موصوف کی والدین کی طرف سے پائی جانے والی حد سے زیادہ لاپروائی انہیں خاندان بھر میں "نافرمان" کا لقب دلا چکی تھی۔ ان سے کسی بھی قسم کی بحث قطعی لاحاصل تھی۔ نبیلہ اچھی طرح جانتی تھی، سو مجبوراً انہیں برداشت کرنا تھا۔ سارے پروگرام کا مزا کرکرا ہوا جا رہا تھا کہ خوش قسمتی سے انہیں خود ہی دیگر مہمانوں کو بھی "وقت" دینے کا خیال آ گیا۔

"ذرا اور مہمانوں کو بھی دیکھ لوں، کسی دن فرصت سے تمہارے پاس آؤں گی، گھبرانا نہیں۔"

"لاحول ولا۔" نبیلہ بڑبڑا کر رہ گئی، خدانخواستہ ایسی کونسی افتاد اس پر ٹوٹی پڑ رہی تھی جو وہ گھبراتی۔ سر جھٹک کر وہ دوبارہ پروگرام کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔

رات گئے بیڈ پر لیٹتے ہوئے تھکن کے باوجود اس کا ذہن پرسکون تھا۔ سلمٰی بھابھی کی باتوں کو اس نے ذرا بھی اہمیت نہیں دی تھی۔ حسنہ سے ایک چھوٹی سی ملاقات نے اس کے دل و دماغ پر گہرا اثر چھوڑا تھا۔ نبیلہ فطرتاً بہت جلد اثر قبول کرتی تھی اب بھی یہی ہوا تھا، حسنہ کا سراپے اس قدر متاثر کر گیا تھا کہ



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سلمان کے اگلے پچھلے تمام قصور معاف کر کے وہ اپنی اصلاح کا پکا ارادہ کر چکی تھی۔

اگلے دن اس نے صبح کو جلد ہی خاصا کام نمٹا لیا تھا۔ سلمان سویرے ہی سیدھا آفس پہنچ چکا تھا۔ فون پر اس نے اپنے پہنچنے کی اطلاع نبیلہ کو کر دے دی تھی۔ خلاف معمول اس کے خوشگوار موڈ کو محسوس کر کے وہ حیران بھی ہوا۔

"خیریت تو ہے۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔" نبیلہ نے جتنی محبت سے اس کی امی کے بارے میں دریافت کیا تھا، وہ انداز شادی کے ابتدائی مہینوں میں تو ضرور نظر آیا تھا مگر اب تو عرصے سے کھویا ہوا تھا۔

"کیوں؟ میری طبیعت کو کیا ہوا۔"

نبیلہ کو برا تو لگا مگر ضبط کر کے رہ گئی۔

"کچھ نہیں، ایسے ہی پوچھ رہا تھا۔ اچھا گھر پر بات کریں گے۔ دوسری طرف سے ریسیور رکھ دیا گیا تو وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی اپنے آپ پر قابو رکھنا کس قدر دشوار ہے۔ اس کا اندازہ اسے ہو رہا تھا۔

ساڑھے گیارہ اور بارہ کے درمیان حسنہ پھر آ گئی۔ نبیلہ اسے ساتھ لیے لاؤنج میں چلی آئی۔ کل کے مقابلے آج وہ اتنی تھکی تھکی سی ستائی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ لاؤنج میں آتے وقت اس نے چادر اتار کر اپنے ہاتھ میں لے لی تھی۔

"اس بار تو غضب کی گرمی پڑ رہی ہے۔ اتنی سی دور چل کر آنے میں بھی یہ حال ہو گیا۔"

وہ دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے بولی۔ اس کا گلابی چہرہ سرخی مائل ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے کی معصومیت اور متناسب جسم، کہیں سے بھی ایک بچے کی ماں ہونا ثابت نہیں کر رہے تھے۔ نبیلہ کو اس کی صورت اور تقدیر کا تضاد بڑا عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔

"اگر جو یہ لڑکی کسی اچھے گھرانے میں پیدا ہوتی تو نہ معلوم کتنے ہی اچھے خاندان اس کے طلب گار ہوتے۔"

وہ سوچے بغیر نہیں رہ سکی۔

ادھر ادھر کی دو چار باتوں کے دوران حسنہ کی نگاہیں مسلسل ٹیلی فون کے ارد گرد بھٹکتی محسوس کر کے نبیلہ مسکرائے بغیر نہیں رہ سکی۔

"ایسا کرو حسنہ! پہلے تم بات کر لو، پھر آرام سے باتیں کریں گے۔"

وہ جیسے صرف اس کے اشارے کی ہی منتظر تھی۔ لمحہ بھر کا توقف کیے بغیر وہ فون تک پہنچ گئی تھی۔ حسنہ کو اپنے شوہر سے کھل کر بات کر لینے کا موقع دینے کے لیے نبیلہ نے کچھ دیر کے لیے وہاں سے اٹھ جانا ہی بہتر خیال کیا۔

کچن کا سرسری جائزہ لیتے ہوئے اس نے چند چھوٹے موٹے کام نمٹائے۔ کھانا تقریباً تیار ہی تھا۔ آج خاص طور پر اس نے سلمان کی پسند کی ڈشز تیار کی تھیں۔

اپنی دانست میں حسنہ کو اچھا خاصا وقت دے کر جب وہ واپس ٹی وی لاؤنج میں آئی تو حسنہ بدستور فون پر جھکی ہوئی تھی۔ آواز آج بھی غیر معمولی حد تک نیچی تھی۔

"پتا نہیں غریب کس کس طرح اس بد تمیز آدمی کی خوشامد کر رہی ہوگی۔"

حسنہ کی رازداری برتنے کی یہ ادا بھی نبیلہ کو اب اس کی وفا پرستی کا ہی حصہ محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے بھی نبیلہ کو نزدیک پا کر پہلے کی طرح بات کو جلدی سے ختم کر دیا۔

"بچوں آ رہے ہیں تمہارے شوہر تمہیں لینے۔"

حسنہ کے چہرے پر پھیلے خوشی کے رنگ اتنے واضح تھے کہ نبیلہ پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔

"وہ باجی نہیں ہے۔۔۔ کچھ۔" وہ گڑبڑا سی گئی یا پھر دوسرے ہی لمحے خود کو سنبھال کر بولی۔ "آج تو انہیں کچھ کام ہے۔ ایک دو دن میں آئیں گے۔"

"کمال ہے! اپنی بیوی کو لے کر جانے سے بھی زیادہ کوئی ضروری کام ہے۔"

"وہ باجی! ایسا ہے نا کہ انہیں اپنے گھر والوں کو بھی تو راضی کرنا ہوگا۔ ایسے ہی مجھے لے گئے تو وہ لوگ گھر



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

میں گھسنے نہیں دیں گے۔"

"اپنی بیوی کو لے جانے کے لیے بھی کسی کی اجازت چاہیے ہوتی ہے بھلا' وہ لوگ اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتے تو وہ تمہیں کہیں الگ گھر دے کر رکھے۔"

شوہر کی صفائی میں دی گئی حسنہ کی دلیل نبیلہ کو انتہائی بودی اور احمقانہ لگی۔

"ہمارے لوگوں میں ایسا نہیں ہوتا' گھر والے تو گھر والے برادری کو بھی بٹھانا پڑتا ہے اپنے معاملات سلجھانے کے لیے' ورنہ باجی! بہت باتیں بنتی ہیں۔"

"معلوم نہیں اس طبقے کا کیا ماحول ہوتا ہے۔" یہی سوچ کر نبیلہ نے مزید کچھ کہنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اسے خاموش پا کر حسنہ نے خود ہی بات کا رخ موڑ دیا۔

"آپ کی عادت بہت اچھی ہے باجی! مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے آپ کو برسوں سے جانتی ہوں' کسی دن اپنی بہن کو بھی لاؤں گی آپ سے ملانے کے لیے۔"

"ضرور لانا' کتنی بہنیں ہیں تمہاری۔"

نبیلہ مسکرا دی۔ کسی کے انتہائی ذاتی معاملے پر زیادہ رائے زنی کرنا اسے خود بھی مناسب نہیں لگا۔

"بس ایک ہی ہیں' مجھ سے بڑی ہیں' اسی شہر میں رہتی ہیں۔"

وہ کچھ دیر اپنے گھر والوں کے متعلق بتاتی رہی۔ اس سے بڑا ایک بھائی تھا جو کہ ابھی غیر شادی شدہ تھا اور کسی مل وغیرہ میں کام کرتا تھا' اس کے والد اپنی بیماری کی وجہ سے گھر تک محدود تھے۔

"بس باجی! یہ برادری میں ہی رشتہ طے کرنے کے چکر میں میری زندگی خراب ہوئی۔"

وہ اپنے متعلق بات کیے بغیر زیادہ دیر نہیں رہ سکی یا شاید جب انسان اپنی کسی پریشانی میں گھرا ہوتا ہے تو اس کا دل دماغ وہیں اٹکا رہتا ہے۔

"کتنے تکلیف دہ رواج ہیں باجی! بھلے کسی کی ساری زندگی داؤ پر لگ جائے' آخر کسی کو تو انہیں توڑنا ہی ہوگا۔"

نبیلہ نے ذرا غور سے اس کا چہرہ دیکھا' وہ کچھ تلخ ہو رہی تھی۔

"نہیں حسنہ! ہر جگہ تو ایسا نہیں ہوتا ہے۔ برادری کی شرط میں بھی سمجھ دار لوگ لڑکے لڑکی میں ہر طرح کے جوڑ کا خیال رکھتے ہیں۔"

"رکھتے ہوں گے' میرے ساتھ تو ایسا نہیں ہوا' بتائیں مجھ میں کیا خرابی ہے' بدشکل ہوں' عمر زیادہ ہو گئی ہے' پھوہڑ ہوں۔"

وہ سانس لینے کو رکی۔ "پھر اس طرح آنکھیں بند کر کے مجھے کنویں میں دھکا کیوں دیا گیا۔"

نبیلہ کے لیے اس کی یہ جذباتی کیفیت حیران کن تھی۔ کہاں تو شوہر کے لیے اس کی تمام تر بے اعتنائیوں کے باوجود وہ وفا شعار بیوی بن کر رہ رہی تھی۔ محض فون پر بات کرنے میں ابھی کچھ ہی دیر پہلے اس کا چہرہ گلنار ہوا تھا اور کہاں اب اس کے انداز میں بے زاری اور کوفت جھلک رہی تھی۔

"مگر تم اپنے شوہر کو تو بہت چاہتی ہو حسنہ! زندگی اس کے ساتھ گزارنا چاہتی ہو۔ پھر اس طرح مایوس کیوں ہو رہی ہو' دیکھنا ایک نہ ایک دن اسے بھی تمہاری اہمیت کا اندازہ ضرور ہوگا' تم اس کے بیٹے کی ماں بھی ہو۔"

نبیلہ نے اسے تسلی دی مگر وہ کچھ بولی نہیں' اسی وقت اوپر سے مالک مکان کی بیٹی عینی کو لیے چلی آئی۔

"لیجیے نبیلہ بھابھی! سنبھالیے اپنی بیٹی کو' اب یہ آپ کے پاس آنے کی بہت ضد کر رہی تھی۔"

"دراصل اب اس کے فیڈر کا ٹائم ہو رہا ہے' اسی لیے بے چین ہو رہی ہوگی۔"

نبیلہ نے عینی کو گود میں لیتے ہوئے کہا تو وہ مسکراتی ہوئی واپس پلٹ گئی۔

"آپ کی بیٹی ہے! ماشاءاللہ بہت پیاری ہے۔" حسنہ نے عینی کے گالوں کو چھوا۔

"اس سے بڑا ایک بیٹا ہے' بس دونوں ہی سارا دن مصروف رکھتے ہیں۔"

نبیلہ کے لہجے میں ممتا کی جھلک واضح تھی۔ عینی نے اب بسورنا شروع کر دیا تھا۔ نبیلہ جانتی



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی کہ اب جب تک اس کی ضرورت پوری نہیں کی جائے گی۔ وہ ایک بات بھی ڈھنگ سے نہیں کرنے دے گی حسنہ نے بھی اٹھ جانا ہی بہتر سمجھا۔

"میں چلتی ہوں باجی! آپ کا کافی وقت لے لیا۔"

"آجایا کرو، کبھی کبھار، جب بھی وقت ملا کرے۔"

نبیلہ بھی اس کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ کا بہت شکریہ! اچھا خدا حافظ۔"

اسے رخصت کر کے نبیلہ نے گھڑی کی طرف نظر کی۔

سلمان کے آنے میں زیادہ وقت نہیں رہ گیا تھا۔ آج دوپہر کا کھانا اسے گھر پر ہی کھانا تھا۔ عینی کو فیڈر دے کر وہ دل میں اپنے عہد کو تازہ کرنے لگی۔ جو ابھی کل ہی اپنے آپ سے باندھا تھا۔ کچھ بھی تھا حسنہ سے ملاقات کا یہ تو فائدہ ہوا تھا کہ اسے اپنے گھر کے سکون اور شوہر کی قدر شدت سے محسوس ہونے لگی تھی۔

*_*_*

نبیلہ کے رویے کی تبدیلی سلمان کے لیے بڑا "سرپرائز" تھا۔ اپنے کراچی کے ہر چکر کے بعد تقریباً ڈیڑھ دو دن تک وہ نبیلہ کے منہ پھلائے پھرنے اور وقفہ وقفہ سے طنزیہ جملے سننے کا عادی ہو چلا تھا اور اب اسے یہ بدلی بدلی سی نبیلہ خاصی "اجنبی" سی لگنے لگی تھی۔ بہرحال وہ بڑی عافیت میں تھا۔

اس بار تو سلمیٰ بھابھی کے ہاں کی سالگرہ مس کرنے کی خطا بھی اس کے کھاتے میں درج ہو چکی تھی۔ مگر نبیلہ نے اسے ایک بار بھی نہیں جتایا تھا۔ بلکہ سلمان کی معذرت کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

"اچھا کیا آپ امی کے پاس ہو آئے، سالگرہ کا کیا ہے میں اور بچے چلے گئے تھے۔ شرکت تو ہو ہی گئی ان کے گھر۔"

اس کا یہ نرم و پرسکون رویہ سلمان کو کچھ کچھ شرمندگی میں بھی مبتلا کر رہا تھا۔ وہ چھوٹے بچوں کے ساتھ یوں وقت بے وقت اسے تنہا چھوڑ کر چل دینا بھی اس کی غیر ذمہ داری کی دلیل تھا۔ لاکھ مالک مکان اچھے لوگ تھے۔ اس کے پیچھے نبیلہ اور بچوں کا خیال رکھتے تھے مگر اسے بھی اس طرح لاپروائی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ آئندہ کے لیے وہ تھوڑا سا محتاط رہنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ اس دفعہ تو امی نے کچھ عرصہ اس کے پاس حیدرآباد میں گزارنے کا عندیہ بھی دیا تھا۔ دونوں بچے انہیں بہت یاد آتے تھے۔ نبیلہ کو جب ان کے پروگرام کا پتا چلا تو وہ بہت خوش ہو کر بولی۔

"اس سے اچھی کیا بات ہو سکتی ہے۔ گھر میں کسی بزرگ کا ہونا تو خیر و برکت کا باعث ہوتا ہے۔ میں تو خود اکیلے رہ کر بور ہو گئی ہوں۔ امی یہاں ہوں گی تو اچھا وقت کٹ جایا کرے گا۔"

سلمان نے اس کی بات پر لمحہ بھر کو اس پر گہری نگاہ ڈالی، کہیں یہ سب وہ اوپرے دل سے محض اس کو خوش کرنے کے لیے تو نہیں کہہ رہی ہے۔ مگر اس کے لہجے کی سچائی اس کے چہرے پر بھی رقم تھی۔ سلمان کو دلی خوشی ہوئی۔

"تنہا مسافر" کے بعد
ذوالقرنین کا دوسرا ناول
جب وہ چومے پتھر کو
شائع ہو گیا ہے
قیمت /45 روپے
ڈاک خرچ /16 روپے
منگوانے کا پتا:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37 اردو بازار کراچی



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

باتوں باتوں میں نبیلہ سلمان کو حسنہ کے بارے میں بھی بتا چکی تھی۔ اس کی پریشانیوں کو' مظلومیت کو' اس نے اتنے موثر انداز میں بیان کیا تھا کہ سلمان اتنی جلدی کسی اجنبی سے تعلقات بڑھانے پر کوئی بڑا اعتراض نہیں کر سکا۔ہاں اتنا ضرور بولا۔

"احتیاط کرنا' یہ مظلومیت کا لبادہ اوڑھے پھرتی عورتیں عموماً" اتنی ستم رسیدہ ہوتی نہیں ہیں۔"

"خیر' وہ لڑکی تو بہت چھوٹی اور معصوم ہے۔ اتنے صبر سے حالات کا مقابلہ کر رہی ہے۔"

نبیلہ کو اس کا حسنہ پر شک کرنا بہت برا لگا۔

"ہو سکتا ہے۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو' مگر پھر بھی خیال رکھنا' کیا خبر تمہاری ہمدردی بٹور کر وہ کیا فائدہ حاصل کرنا چاہ رہی ہو؟"

"مجھ سے بھلا کیا فائدہ اٹھائے گی۔" نبیلہ دل ہی دل میں تلملائی مگر خاموش رہی۔ بیکار کی بحث کا کچھ فائدہ نہیں تھا۔ بلکہ اچھا بھلا خوشگوار ماحول تلخ ہو جاتا تھا۔

*_*_*

حسنہ دو چار دن چھوڑ کر اس کے پاس ضرور چکر لگاتی تھی۔ بقول اس کے "گھر میں بند پڑے پڑے دل گھبرا جاتا ہے۔" اس کے ابا اور بھائی بھی وہ کہتی تھی کہ بہت سخت طبیعت کے مالک ہیں اور کسی کے ہاں آنا جانا پسند نہیں کرتے۔ حسنہ کو نبیلہ کی گھریلو زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں تھی" اور نہ ہی کبھی اس نے نبیلہ کے معاملات میں دخل دینے کی کوشش کی تھی۔ عام طور پر وہ ایسے وقت آتی جب سلمان سے ٹکراؤ کا امکان نہیں ہوتا تھا۔ ایک آدھ بار جب دونوں کا سامنا ہوا بھی تو وہ نظریں جھکائے سلام کر کے ایک طرف ہو گئی تھی" اس کا یہ محتاط سا رویہ نبیلہ کو بڑا پسند تھا۔ وہ جب آتی' زیادہ وقت اپنے ہی بارے میں باتیں کیا کرتی تھی۔ اس کے پاس نہ ختم ہونے والے قصے تھے جو سسرال میں سہی جانے والی سختیوں اور شوہر کی بے اعتنائیوں پر ہی مشتمل ہوتے تھے۔

"بیٹے کی پیدائش پر تو میں مرتے مرتے بچی تھی۔ اتنی کمزور ہو گئی تھی کہ کوئی حد نہیں' دراصل باجی! پیٹ بھر کر کھانا کھانے تک کی تو اجازت نہیں تھی۔ پھر سارا دن اتنے بڑے کنبے کا کام بھی نمٹانا ہوتا تھا۔"

نبیلہ کو اس کی باتیں سن سن کر ان ان دیکھے لوگوں پر اتنا غصہ آتا کہ حد نہیں اور اس کے شوہر سے تو اسے نفرت سی ہو گئی تھی۔ حسنہ کے ساتھ اس کی ہمدردی کئی گنا بڑھ چکی تھی۔ زبانی ہمدردی کے علاوہ وہ اسے آئے دن کئی ایک چھوٹے موٹے تحائف سے بھی نوازنے لگی تھی۔

سلمان کو بھی حسنہ پر کچھ زیادہ اعتراض نہیں تھا۔ اب تک اس نے کوئی ایسی بات نہیں کی تھی جو سلمان کی پریشانی کا باعث بنتی۔ ماسوا ایک بات کے جب تک حسنہ اس کے گھر میں ہوتی' گھر کا ٹیلی فون زیادہ وقت انگیج ملتا' یہ صورت حال اسے بعض دفعہ بڑی جھنجلاہٹ میں مبتلا کرتی تھی۔ وہ نبیلہ پر تھوڑا سا بگڑا بھی تھا' یہ جان کر کہ حسنہ ایک فون ضرور کرتی ہے' جو ذرا لمبا تا کم کھنچ جاتا ہے۔

"اتنی دیر بات کرنی ہوا کرے تو کہیں پی سی او سے کر لیا کرے تمیں گھنٹہ گھنٹہ بھر ٹرائی کر کر کے مارتا رہتا ہوں۔"

"کیسی باتیں کرتے ہیں سلمان! ایک لوکل کال پر کسی کو کیا منع کروں' پھر پی سی او یہاں سے کتنی دور ہے۔"

نبیلہ اسے تو رسانیت سے سمجھانے کی کوشش کرتی۔ مگر دل ہی دل میں خود بھی تھوڑی سی الجھن کا شکار ہو جاتی تھی۔ حسنہ ہر چکر میں وہ ایک راز داری بھرا ٹیلی فون ضرور کرتی تھی۔ جس نے اسے ابتدا ہی میں اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔ پہلی چند بار میں تو چلو اس کا شوہر آیا ہوا تھا۔ مگر اب وہ کس سے اتنی لمبی بات کیا کرتی تھی۔ نبیلہ سے رہا نہ گیا تو ایک دن پوچھ ہی بیٹھی۔

"میری اسکول کے زمانے کی سہیلی ہے باجی! بالکل بہنوں کی طرح ہے۔ ایک تو اس کا گھر ہی بہت دور ہے' دوسرے ابا بھی آپ کو پتہ ہے جانا آنا پسند نہیں کرتے۔"



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

نبیلہ کے استفسار پر اس نے بتایا۔ لہجے میں اتنا اعتماد اور بے ساختہ پن تھا کہ شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ کسی منفی سوچ کو نبیلہ نے دماغ میں جگہ نہیں دی تھی۔

"چلو بے چاری لڑکی' دو چار گھڑی اپنا دل بہلا لیتی ہے۔ ہم بھی تو شادی سے پہلے کتنی کتنی دیر تک دوستوں سے باتیں کیا کرتے تھے۔"

یہی سوچ کر اس نے بات کو جانے دیا تھا۔ حسنہ کا سسرالی جھگڑا' جوں کا توں تھا۔ اس کے سسرال والوں کے رویے میں کسی قسم کی لچک کے کوئی آثار نہیں تھے۔

ان ہی دنوں میں ایک دن حسنہ کے ساتھ ایک اجنبی شکل کو آتا دیکھ کر وہ کچھ چونکی۔

"میری بڑی بہن ہیں باجی! آج رہنے کے لیے آئی ہیں تو میں آپ سے ملانے کے لیے لے آئی۔"

حسنہ نے وضاحت کی تو اس نے خوش اخلاقی سے مسکراتے ہوئے خیر مقدم کیا۔ حسنہ کی بڑی بہن کا نام رخسانہ تھا۔ صورت شکل میں تو وہ بھی حسنہ سے ملتی جلتی ہی تھی' مگر چہرے پر تازگی کے اس احساس کی پرچھائیں تک نہیں تھیں' جو حسنہ کو اس سے بالکل مختلف کر رہا تھا۔ اس کی چار پانچ سال کی بچی بھی ساتھ تھی۔ جو سارا وقت شرمائی شرمائی سی بیٹھی رہی۔ ماں بیٹی دونوں کا حلیہ زیادہ اچھا نہیں تھا۔

حسنہ کی بہن نبیلہ کو بہت کم گو لگی۔ اس کا میاں رنگ سازی کا کام کرتا تھا اور آئے دن بیمار رہتا تھا۔ حسنہ ہی زیادہ دیر بولتی رہی۔ رخسانہ اس کے برعکس مختصر جملوں میں بات چیت کرنے کی عادی تھی۔ زیادہ وقت اپنی بہن ہی کو بولتا دیکھتی رہی۔ آج حسنہ نے اپنے سسرالی جھگڑوں کے قصوں سے پرہیز کیا تھا۔ بلکہ اپنے پڑوس کے کسی گھر میں ہونے والے ساس بہو کے تنازعہ کو جوش و خروش سے سنا رہی تھی کہ رخسانہ نے اس کی بات کاٹی۔

"کچھ نہ کچھ باتیں تو ہر گھر میں نکل آتی ہیں' ان کو اتنا بڑھانا اچھا نہیں ہوتا اسی طرح بسے بسائے گھر برباد ہو جاتے ہیں۔"

نبیلہ کو ایسا لگا جیسے اس نے حسنہ پر طنز کیا ہے' حسنہ بھی کچھ خاموش سی ہو گئی تھی۔

"لیکن رخسانہ! ایک لڑکی کتنا برداشت کر سکتی ہے' اب اپنی بہن ہی کو دیکھ لو۔ بے چاری نے کیا کچھ نہیں سہا ہے مگر ان لوگوں کو کچھ قدر ہی نہیں ہے۔"

نبیلہ سے رہا نہ گیا تو کہہ اٹھی۔

"اس کی تو اپنی بے وقوفیوں نے یہ دن دکھائے ہیں' ورنہ اسے وہاں کیا کمی۔"

رخسانہ کے انداز میں بہن کے لیے ہمدردی کا شائبہ تک نہیں تھا۔ جو کہ نبیلہ کے لیے حیران کن تھا۔ حسنہ نے تیزی سے اس کی بات کاٹی تھی۔

"اچھا اس قصے کو چھوڑو' میری قسمت میرے ساتھ ہے' باجی کو سب پتا ہے میرا اچھا برا۔"

وہ کہنے کے ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔ "امی نے کہا تھا۔ جلدی گھر آنا انہیں رخسانہ باجی کے ساتھ خالہ کے گھر جانا ہے۔"

حسنہ نے وہاں سے چل دینے کی ایک دم ہی جلدی مچا دی۔

رخسانہ نے مزید کچھ نہیں کہا' بس نبیلہ سے "خدا حافظ" کہہ کے باہر نکل گئی' لیکن نبیلہ نے صاف محسوس کیا تھا کہ اپنی بہن پر پڑنے والی اس کی نگاہیں خاصی طنزیہ تھیں۔ ان دونوں کو رخصت کر کے وہ دیر تک الجھن کا شکار رہی۔ رخسانہ کے رویے میں ایسا کیا تھا جو وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ آج حسنہ نے پہلی بار کال فون کا ناغہ کیا تھا۔

*_*_*

نبیلہ کی ساس اس ہفتہ میں واقعی اس کے پاس پہنچ رہی تھیں اور وہ ان کے استقبال کے لیے کافی پرجوش تھی۔ ان کے لیے آراستہ کیے جانے والے کمرے میں ان کی ضرورت کی ہر چیز کی موجودگی کو یقینی بنانے میں وہ آج کل بے حد مصروف تھی۔ اس وقت بھی کچھ چیزوں کی خریداری کے بعد شاپنگ سینٹر سے باہر



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آ رہی تھی۔ بچے اور سلمان ذرا فاصلہ پر پارک کی گئی گاڑی میں ہی رکے رہے تھے۔ نبیلہ تیزی سے سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ سلمان سے "بس دو منٹ کا کام ہے" کہہ کر وہ گاڑی سے اتری تھی اور اب آدھا پون گھنٹہ ہو رہا تھا۔

یونہی اچانک ہی اسے سامنے حسنہ نظر آ گئی۔ اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا جو نبیلہ کو ایک نظر میں ہی چہرے اور حلیے دونوں ہی سے کافی چھچھورا سا لگا۔ جس بے تکلفی سے حسنہ اس کی بائیک سے ٹیک لگائے کھڑی آئس کریم کھا رہی تھی اس سے نبیلہ کو یہ اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگی کہ ساتھ میں یقیناً "اس کا شوہر ہی ہے۔ حسنہ نے نبیلہ کو نہیں دیکھا تھا، وہ اس قدر خوش دکھائی دے رہی تھی کہ نبیلہ کے ہونٹوں پر بھی بے ساختہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔ ان دونوں کو ڈسٹرب کرنا قطعی غیر مناسب خیال کرتے ہوئے نبیلہ سلمان اور بچوں کی طرف چلی آئی جہاں حسب توقع اودھم مچاتے بچے اور سلمان کا بگڑا ہوا موڈ اس کا منتظر تھا۔

*_*_*

اگلے دن جب کہ سلمان کو گئے ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی "کام والی آ چکی تھی اور نبیلہ گھر کی چیزوں کو ٹھکانے پر رکھنے میں مصروف تھی۔ سلمان اور بچوں کی رات کو دیر تک جاگنے کی عادت لاؤنج کی حالت کو ابتر کر دیتی تھی۔ ان کے کھانے پینے کے سارے شوق اور سارے گیمز یہیں پورے ہوتے تھے۔ سلمان کی بچوں کے ساتھ بچہ بنے رہنے کی عادت نبیلہ کو سخت ناپسند تھی۔ مجال ہے جو وہ بچوں کو کسی بات پر ٹوکتا ہو، خاص طور پر عفان اس کی شہ پر حد سے زیادہ شرارتی ہوتا جا رہا تھا۔ اتنی مصروفیات میں بھی کل شام سے اسے بار بار حسنہ کا خیال آئے جا رہا تھا۔ اسے خوش دیکھ کر نبیلہ کو دلی خوشی ہوئی تھی۔ اس دن اپنی بہن کے ساتھ آنے کے بعد سے وہ نبیلہ کے گھر نہیں آئی تھی۔ نبیلہ کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ آئے تو کچھ پتا چلے "کیا خبر دونوں میاں بیوی میں مصالحت ہو گئی ہو، ورنہ اس

ڈھلتی ہوئی شام میں اس کے ابا اور بھائی کہاں باہر اکیلے جانے دیتے۔ نبیلہ نے شاید اسے سچے دل سے یاد کیا تھا۔ جبھی وہ آ پہنچی حالانکہ یہ اس کے آنے کا وقت نہیں تھا، عام طور پر وہ گیارہ، بارہ کے درمیان آتی تھی اور اس وقت تو صرف ساڑھے نو بجے تھے۔

"باجی! مجھے ایک بہت ضروری فون کرنا ہے۔"

بغیر کسی تمہید کے وہ تیزی سے بولی اور نبیلہ کے سر ہلاتے ہی تیزی سے اس طرف مڑ گئی۔

خلاف معمول اسے ایک ہی منٹ میں بات ختم کرتے دیکھ کر نبیلہ کو حیرت ہوئی۔ شاید حسنہ کو خود بھی احساس ہوا تھا جو فوراً" ہی وضاحت کرتے ہوئے بولی۔

"دراصل جن سے بات کرنی ہے، وہ ملے نہیں۔"

"چلو تھوڑی دیر بعد پھر ٹرائی کر لینا۔"

نبیلہ کہتی ہوئی کچن میں چلی گئی۔ عینی اور عفان ابھی اٹھے تھے۔ ان دونوں کا ناشتا بناتے بناتے اس نے لگے ہاتھوں چند چھوٹے موٹے کام اور بھی نمٹا لیے۔ حسنہ کا رویہ آج کچھ عجیب سا تھا۔ وہ اس کے پیچھے کچن میں بھی نہیں آئی تھی۔ ورنہ تو نبیلہ کو مصروف دیکھ کر وہ ضرور اس کے ساتھ لگ جایا کرتی تھی۔ بچوں کا ناشتا لے کر نبیلہ لاؤنج میں آئی تو حسنہ اسی جگہ تقریباً" اسی حالت میں بیٹھی تھی۔ نبیلہ کو دیکھ کر وہ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"باجی! آپ مجھ سے پیسے لے لیجیے گا۔ آج میں نے کئی فون کیے ہیں، مگر کیا کروں، جن سے ضروری بات کرنی ہے، وہ مل کر ہی نہیں دے رہے ہیں۔"

حسنہ کا اس طرح کہنا، نبیلہ کو کچھ برا سا لگا" اتنے دنوں سے وہ، جس خندہ پیشانی سے حسنہ کے ساتھ پیش آ رہی تھی۔ اس میں یہ چند روپوں کی آفر۔ وہ کچھ جواب دینا چاہ رہی تھی کہ گیٹ پر مسلسل کال بیل نے اسے دوسری طرف متوجہ کر دیا۔

گیٹ کھولنے پر ایک دس بارہ سالہ بچہ نظر آیا۔

"وہ جی، حسنہ باجی کو بھیج دیں فوراً" رخسانہ باجی بلا رہی ہیں۔"



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس نے نبیلہ کی صورت دیکھتے ہی پیغام پہنچایا۔ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے نبیلہ گیٹ بند کرنے لگی تو اس نے پھر سے یاددہانی کرائی۔

"ان سے کہہ دیں۔ ایک منٹ کی بھی دیر نہیں کریں۔"

اس قدر فوراً "بلاوے" پر نبیلہ تھوڑی سی تشویش کا شکار ہو رہی تھی۔ آج حسنہ بھی وہ نہیں نظر آ رہی تھی جیسی عام دنوں میں ہوتی تھی۔ پہلے دن کی ملاقات کے بعد وہ آج صحیح معنوں میں پریشان دکھائی دے رہی تھی۔

اندر آ کر اس نے حسنہ کو بتایا تو وہ مزید گھبرائی ہوئی محسوس ہوئی۔

"کیا بات ہے۔ خیر تو ہے حسنہ؟۔"

"بس باجی! بات ہی کچھ۔۔۔"

"وہ میں ایک دفعہ اور فون کر کے دیکھ لوں۔" پہلی بات ادھوری چھوڑ کر اس نے ملتجی نگاہوں سے نبیلہ کو دیکھا اور پھر دوبارہ نمبر ملانے لگی۔

"ہیلو! کون پرویز بھائی؟"

"جی جی، حسنہ بات کر رہی ہوں۔ کیا ابھی تک نہیں آئے؟ اللہ اب میں کیا کروں۔"

نبیلہ نے محسوس کیا کہ وہ بالکل رو دینے والی ہے۔ آج پہلی بار وہ صاف اور اونچی آواز میں بات کر رہی تھی۔ پریشانی نے اسے ساری احتیاطیں بھلا دی تھیں۔

"مجھے کیا معلوم تھا کہ صبح صبح یہ آفت آ جائے گی۔ کل شام تو میں ملی تھی۔ اگر پتا ہوتا تو کل ہی کچھ طے کر لیتے۔"

وہ مخاطب کی بات سننے کے لیے ذرا رکی مگر سر نفی کے انداز میں ہلاتے ہوئے دوسرے پل پھر بول اٹھی۔

"ایک دن بھی نہیں رک سکتی پرویز بھائی! بہت مشکل ہے ابا اور بھائی کا تو آپ کو پتا ہی ہے۔ اتنے دن بھی میں نے اپنی ضد میں کاٹے ہیں۔ آج تو میرا سامان باندھ کر دروازے پر رکھ دیا ہے انہوں نے۔"

حیران بیٹھی نبیلہ اگرچہ سارے معاملے کو ٹھیک سے سمجھنے سے اب بھی قاصر تھی مگر اتنا ضرور محسوس کر رہی تھی کہ حسنہ کو پہچاننے میں وہ کچھ نہ کچھ غلطی ضرور کر بیٹھی ہے۔

"آپ ان سے کہہ دیجیے گا کہ حسنہ بہت مجبور ہو کر گئی ہے ورنہ وہ اس طرح چھوڑ کر جانے والی نہیں تھی اور کہیے گا کہ۔۔۔"

اس نے رخسار پر بہتے ہوئے آنسو صاف کیے "میں بہت جلد واپس آ جاؤں گی۔ میں اپنا عہد بھلانے والوں میں سے نہیں۔"

کسی نے حسنہ کے ہاتھوں سے ریسیور چھین کر نیچے رکھا تو نبیلہ بھی چونک گئی۔ رخسانہ کب اندر آئی تھی۔ وہ بالکل لاعلم تھی۔ شاید کام والی گیٹ پر باہر صفائی کر رہی تھی۔ اسی لیے گیٹ کھلا ہوا ہو گا۔

"تو یہاں بیٹھ کر سارے پروگرام سیٹ ہوتے ہیں۔ کم بخت، بے شرم" رخسانہ کی آواز رنج اور غصہ سے کانپ رہی تھی۔

ساری برادری میں تو پہلے ہی منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا ہے "اب باقی کیا رہ گیا ہے جو داؤ پر لگانے چلی ہے۔"

"کیا ہوا رخسانہ؟ آرام سے بیٹھ کر بات کرو۔" نبیلہ اس کی جذباتی کیفیت سے گھبرا گئی۔

"صبح سے اس کا میاں اور ساس آئے بیٹھے ہیں اسے لینے کے لیے کتنی دفعہ آ چکے ہیں پر یہ جانے پر راضی نہیں ہوتی ہے۔ آج وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر یہ نہیں چلی تو بس بات ختم کر کے جائیں گے۔ بھائی الگ بپھرا ہوا ہے کہہ رہا ہے کہ اگر یہ نہیں گئی تو وہ خود کو ختم کر لے گا۔ ابا تک نے اس کے آگے ہاتھ جوڑے ہیں۔ باجی! ایک ہی بھائی ہے اگر کچھ کر۔۔۔" وہ رونے لگی۔

نبیلہ نے ایک نگاہ حسنہ پر ڈالی۔ اس کے انداز میں اس درجہ لاتعلقی تھی جیسے یہ سب بات چیت کسی اور کے بارے میں ہو۔ دونوں بہنوں کے بیان حد درجہ تضاد رکھتے تھے۔ پھر بھی حسنہ کے ساتھ سسرال میں روا رکھی جانے والی زیادتیوں کی کئی حکایتیں اسے یاد

آگر رو گئیں۔

"مگر رخسانہ! ان لوگوں کو بھی تو اپنا رویہ درست رکھنا چاہیے۔ اس بے چاری نے تو کیا کیا نہیں سہہ لیا اتنی سی عمر میں۔"

"ارے باجی! ٹھاٹھ سے رہتی ہے وہاں، کسی چیز کی کمی نہیں ہے اس کو۔ معلوم نہیں آپ کو اس نے کیا بتایا ہے، میاں تو بے دام غلام بنا ہوا ہے۔ مگر اس کی آنکھوں پر تو اس منحوس جمیل کے عشق کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔"

"اس کا نام لینے کی ضرورت نہیں ہے، جو کہنا ہے مجھے کہو۔" حسنہ چیخ کر بولی۔

"دیکھا! دیکھا! کیسا برا لگا۔ وہ اسے بسنے نہیں دے گا۔ اجاڑ کر دم لے گا۔ شادی سے پہلے سے اس کے پیچھے پڑا ہے۔"

نبیلہ کی سمجھ میں سارا قصہ آتا جا رہا تھا۔ انتہائی دبے لفظوں میں فون پر حسنہ کی باتیں، کل شام کا منظر، آج کسی کے نہ ملنے پر حسنہ کی بے تابی۔

حسنہ کے چہرے کی معصومیت، اس کی شخصیت کی دلآویزی، بات چیت کے انداز میں بے ساختہ بھول پن۔

کیا صحیح تھا اور کیا غلط۔ نبیلہ کا ذہن چکرا رہا تھا۔ حسنہ کو پہلے دن سے ہی صبر اور ایثار کی دیوی سمجھ کر اس نے جو بلند مقام دے دیا تھا۔ اس سے نیچے لانا نبیلہ کے لیے بہت مشکل ہو رہا تھا۔

"اپنی بیوی کو تو تین بچوں کے ساتھ اس نے خوار کر رکھا ہے۔ جسے اپنی اولاد کا درد نہیں ہے، وہ اس کے بچے کا کیا خیال کرے گا۔ مگر اسے تو نہ بچے کا خیال ہے، نہ دوسری عورت کے گھر اجڑنے کا احساس، ان تین معصوموں کی آہ سے ڈر حسنہ!"

رخسانہ دل کی بھڑاس نکال رہی تھی اور نبیلہ کے سامنے سے دھند ہٹتی جا رہی تھی۔

"اب چلنا ہے یا نہیں؟" رخسانہ نے اس کا کندھا ہلایا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ چہرے پر پھیلا پن اب بھی بدستور تھا۔

"اچھی لڑکیاں ماں باپ کی عزت کا سب سے زیادہ خیال رکھتی ہیں۔" نبیلہ نے اس کے قریب آکر دھیرے سے کہا۔ اتنے دنوں میں بہرحال اس سے خاصا قریبی تعلق رہ چکا تھا۔

حسنہ نے کوئی جواب نہیں دیا، کندھے جھٹک کر ایک عجیب سی نگاہ نبیلہ پر ڈال کر وہ تیزی سے باہر چلی گئی۔ نبیلہ کو بہت برا لگا۔ اتنے دنوں کا حسن سلوک کیا اسی رد عمل کا مستحق تھا۔ سلمان صحیح کہتا تھا۔ "ان لوگوں کو زیادہ سر پر چڑھانا غلط ہی ہوتا ہے۔ چھوٹے لوگ چھوٹے ہی ہوتے ہیں۔" خلوص، محبت، انسانوں کی برابری، دوسروں کے کام آنا، نبیلہ کو اپنے یہ سارے خوبصورت خیال پھیکے پڑتے محسوس ہو رہے تھے۔

"آپ کو ہماری وجہ سے بہت تکلیف ہوئی، معاف کر دیجیے گا۔" رخسانہ جا رہی تھی۔ "آئندہ بھی حسنہ آپ کے گھر آئے تو خدا کے لیے اسے اپنے گھر سے فون مت کرنے دیجیے گا۔ وہ بہت کمینہ آدمی ہے اسے بیچ کھائے گا۔"

رخسانہ کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ رہا تھا۔ نبیلہ کا دل اتنا خراب ہو رہا تھا کہ وہ اسے رخصت کرنے کے لیے کھڑی بھی نہیں ہو سکی۔ ایک اس کے منع کرنے سے کیا بات بنے گی۔ قدم قدم پر کھلے پی سی او حسنہ اور اس جیسی لڑکیوں کے مددگار ہیں۔ آنکھیں بند کر کے نفس کے ہاتھوں میں اپنی لگام تھما دینے والے دل تو بند گلی میں بھی راستہ تلاش کر لیتے ہیں۔

"خدا! انہیں عقل دے۔"

نبیلہ کے دل سے دعا نکلی۔

مگر وہ خود کیا اب اتنی بے ساختہ قسم کی ہمدردی کسی کے ساتھ کر پائے گی؟

شاید نہیں۔

نبیلہ کے دل اور دماغ پوری طرح ہمنوا تھے۔ اپنی ایک پیاری سی صفت اسے دور جاتی محسوس ہو رہی تھی۔ آئندہ زندگی میں وہ کسی حقیقی ضرورت مند کو بھی شاید شک کی نظر سے دیکھنے کی عادی ہوتی چلی جائے گی۔

مگر کون جانے وہ بھی!

★